عصرِ حاضر میں مطالعۂ سیرتِ طیّبہ کی ضرورت واہمیّت

تحریر: پروفیسر محمد شریف ☆

سیرت کے لغوی معنی ہیں راستہ اور طریقہ۔ شریعتِ اسلامیہ کی اصطلاح میں آنحضور ﷺ کی زندگی کے مختلف گوشوں کی عملی تصویر کو سیرت کا نام دیا جاتا ہے۔

حضور اکرم ﷺ کی سیرتِ طیّبہ اور آپؐ کے احوالِ زندگی کا بار بار اور غور و فکر کے ساتھ عمیق مطالعہ نہ صرف مسلمانوں کے لئے نہایت ضروری ہے بلکہ غیر مسلموں کے لئے بھی ایک فریضۂ انسانی کا درجہ رکھتا ہے۔ مسلمانوں کے لئے تو یہ مطالعہ اس لئے نہایت ضروری ہے کہ ہمیں کائنات کے خالق خدائے بزرگ و برتر نے اپنی کتاب میں یہی حکم دیا ہے۔ ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ آپ ﷺ کے نقش قدم پر چلیں، ان کی اتباع کریں اور ان کے اُسوۂ حسنہ کو اپنی زندگی کے لئے نمونۂ عمل قرار دے کر اپنے آپ کو اِس رنگ میں رنگنے کی کوشش کریں اور اسی میں ساری زندگی بسر کر دیں۔ ظاہر ہے کہ اس حکم کی تعمیل ہم اسی صورت میں کر سکتے ہیں جبکہ ہم آپ ﷺ کی سیرتِ طیّبہ سے واقفیت حاصل کریں، اسے بار بار پڑھیں، سنیں، دوسروں کو سنائیں، خود یاد رکھیں اور دوسروں کو یاد دلاتے رہیں۔ ایسا کبھی نہ ہونے پائے کہ ہم پر غفلت طاری ہو۔ رسول اللہ ﷺ سے محبّت اللہ سے محبّت ہے اور رسول اللہ ﷺ سے غفلت اللہ سے غفلت ہے۔ اور جو اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل ہو گیا اسے نہ یہاں چین اور نہ وہاں چین۔

ایک غیر مُسلم کے لئے حضور ﷺ کی سیرتِ طیّبہ کا مطالعہ اس لئے ایک فریضۂ انسانی ہے کہ نوعِ انسانی میں مَردِ کامل کا صرف یہی ایک نمونہ ہے۔ کوئی مانے یا نہ مانے، اتباع کرے یا انکار، لیکن یہ جان لینا ہر آدمی پر فرض ہے کہ ہر پہلو سے کامران و

☆ شعبہ علوم اسلامیہ، گورنمنٹ کالج بھکر

کامیاب اور ہر اعتبار سے مکمل انسان کیسا ہوتا ہے!

آنحضور ﷺ صرف مسلمانوں کے لئے رسول نہیں ہیں کہ ان کو قومی ہیرو بنا کر پیش کیا جائے اور ان کے کارناموں کو قومی مفاخر سمجھ کر ان پر ناز کیا جائے' بلکہ وہ تمام انسانوں کے لئے رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ اور ان کی سیرت کو اس طرح بیان کرنا چاہئے کہ وہ تمام انسانوں کے دل و دماغ کو اپیل کرے۔ اس سے بڑھ کر اور کوئی ظلم نہ ہو گا کہ ہم رسول ﷺ کو اپنا قومی ہیرو بنالیں اور پھر نہ خود آپ ﷺ کی سیرت سے مستفید ہوں اور نہ دوسروں کو اس سے مستفید ہونے دیں' اور نہ دنیا کے انسانوں کے سامنے وہ نظامِ زندگی رکھیں جو حضور اکرم ﷺ لائے ہیں اور جس کو اختیار کرنے والوں کے لئے دنیا اور آخرت دونوں میں کامیابیاں ہی کامیابیاں ہیں اور جس سے انحراف کرنے کا نتیجہ دنیا اور آخرت کی ناکامی ہے۔

رسول پاک ﷺ ایک ایسے مصلح نہیں جنہوں نے صرف اپنے زمانے میں دنیائے انسانیت پر اثرات ڈالے تھے اور اپنی پاک تعلیمات و سیرت سے نوع انسانی کی اصلاح کی تھی اور اس کے بعد وہ تاریخی شخصیت بن گئے' بلکہ وہ ایک ایسے مصلح اور ایک ایسے رسول ہیں جن کی اصلاحات تمام انسانوں کے لئے قیامت تک مفید اور ضروری ہیں اور جن کی راہنمائی سے کوئی شخص کبھی بھی بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ اس حقیقت کو تمام مسلمان مانتے ہیں اور جانتے ہیں' مگر وہ آپ ﷺ کی سیرت کو اس انداز سے بیان نہیں کرتے۔ آپ ﷺ کی تعلیمات تمام جہان والوں کے لئے رحمت ہیں۔ آپ ﷺ کا لایا ہوا دین دنیا کے لئے خیر و برکت کا باعث ہے اور زندگی کا جو نمونہ آپؐ نے پیش فرمایا ہے اس میں تمام انسانوں کی فلاح و بہبود کی تعلیم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کی سیرت کے مطالعہ کی ضرورت ہمیں اور ساری دنیا کو اس لئے ہے کہ اس میں انسانیت کا بہترین نمونہ موجود ہے جسے سامنے رکھ کر تمام انسانوں کو انسانیت سیکھنا چاہئے۔ اسی حقیقت کی طرف قرآن حکیم میں ربّ العزت نے یوں اشارہ فرمایا ہے:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ......﴾ (الاحزاب: ۲۱)

''تمہارے لئے اللہ کے رسول میں ایک عمدہ نمونہ ہے''۔

حضور ﷺ کی سیرتِ طیّبہ کا مطالعہ کرنے والا کسی جگہ تاریکی کا نشان نہیں پاتا۔ ہر چیز واضح اور چمکتے آفتاب کی طرح روشن ہے۔ آپؐ کا شخصی کردار، رحمت، شفقت، خشیت، عبادت، شجاعت، عدالت، سخاوت، فراست، متانت، ایثار، احساس ذمہ داری، عاجزی اور تواضع، صبر، توکّل، ثبات اور دانش مندی وغیرہ سب کی کیفیت اور ان کے عملی نمونے مل جاتے ہیں، اور بہت سے مل جاتے ہیں۔ اسی طرح آپ ﷺ کی گھریلو زندگی میں اچھے شوہر، اچھے باپ اور اچھے نانا وغیرہ کے بہترین نمونے ہمیں ملتے ہیں۔ جماعتی زندگی میں اچھے دوست، اچھے ساتھی، شفیق سردار اور مساکین کے سرپرست و مددگار کا بہترین نمونہ ہمیں آپ ﷺ کی ذات میں ملتا ہے۔ اسی طرح قومی اور ملّی زندگی میں عدل و انصاف، فوجوں کی کمانداری، انتظاماتِ حکومت، رعایا پروری، سیاسی سمجھ بوجھ، دوستوں کی دلداری، دشمنوں کے ساتھ نیک سلوک کرنا وغیرہ ایسا مکمل اور بہترین نقشہ ہمیں سیرتِ طیّبہ میں دکھائی دیتا ہے کہ ویسا اور کہیں نہیں دکھائی دیتا۔ اور کمال یہ ہے کہ انفرادی اور اجتماعی زندگی کے سارے نمونے صرف ایک مقدس و مکمل انسان میں مل جاتے ہیں۔

مطالعۂ سیرتِ طیّبہ کی ضرورت و اہمیت درج ذیل پہلوؤں سے مزید نکھر کر سامنے آجاتی ہے۔

۱) اللہ تعالیٰ کی پہچان

قرآن پاک کی سورۃ الفرقان میں اس بات کا ذکر موجود ہے کہ جب مشرکین سے کہا جاتا ہے کہ تم رحمٰن کو سجدہ کرو تو وہ پوچھتے ہیں کہ رحمٰن کیا ہے؟

﴿وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ﴾ (آیت ۶۰)

''اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ رحمٰن کو سجدہ کرو تو وہ کہتے ہیں کہ رحمٰن کیا ہے''؟

لہٰذا ہمارے لئے یہ اعتماد پیدا کرنا کہ خدا کون ہے، وہ کس طرح سے ہمارے لئے پہچان ہے، اس فلسفہ کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ سیرتِ محمدیؐ کا مطالعہ کیا جائے کہ وہ ہمیں

کیا درس دیتی ہے۔اور وہ درس یہی ہے:

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ....﴾ (آل عمران:۳۱)

''(اے نبی!) کہہ دیجئے کہ اگر تمہیں اللہ سے محبت ہے تو پھر میری پیروی کرو' اس کے نتیجہ میں اللہ تم سے محبت کرے گا''۔

۲) کتاب اللہ اور سنت نبویؐ میں تعلق

اللہ تعالیٰ کی کتاب کی تفسیر حدیث نے کی اور حدیث پر حجیت کا حکم قرآن نے لگایا۔گویا دونوں ایک دوسرے کے لئے جز و لاینفک ہیں' جیسے کشتی اور ملاح کا رشتہ۔وہ لوگ جنہوں نے مجرد قرآن کو قرآن سے سمجھنے کا فیصلہ کرلیا ہے ان کی مثال ایسی ہے جیسے کشتی مسافروں سے بھری ہو مگر ملاح کوئی نہ ہو۔ایسی کشتی کا مقدر یقیناً ڈوبنے کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوسکتا۔حضور اکرم ﷺ نے واضح فرمایا:

((تَرَكْتُ فِيْكُمْ اَمْرَيْنِ ' لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا : كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ رَسُوْلِهِ)) (موطا امام مالك)

''میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑے جارہا ہوں' جب تک تم انہیں تھامے رہو گے گمراہ نہ ہو گے' اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت''۔

۳) عملی نمونہ

حضور پُرنور ﷺ کی آفاقی اور بین الکائناتی شخصیت ازلی و ابدی حقائق و معارف کی حامل ہے۔لسانِ وحی میں کامل و اکمل ہے۔محبوبِ خالق کون و مکان' قاسم علم و عرفان' حامل فرقان دو جہان' محبت کا جوہری' راحتِ قلوب عاشقان' اخلاص کا مشتری' لسان یزداں' صبر کا معدن اور دردمندوں کا درماں' یعنی زندگی کے تمام معاملات میں قسام ازل نے آپ کی ذات مبارکہ کو تمام انسانیت کے لئے ابدالآباد تک نمونہ قرار دیا ہے۔لہٰذا آپؐ کی پیشوائی سے مستفید ہونے کے لئے آپؐ کی سیرت کا مطالعہ ضروری ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ.....﴾ (الاحزاب:۲۱)

''یقیناً تمہارے لئے رسول کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے''۔

ارشادِ نبویؐ ہے:

((کُلُّ اُمَّتِیْ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ اِلَّا مَنْ اَبٰی)) قَالُوْا: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَنْ یَاْبٰی؟ قَالَ: ((مَنْ اَطَاعَنِیْ دَخَلَ الْجَنَّۃَ وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ اَبٰی))

(صحیح البخاری' کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ)

''میری تمام اُمت جنت میں جائے گی سوائے اس کے جو انکار کرے''۔ صحابہؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! کون انکار کرے گا؟ فرمایا: ''جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوا اور جس نے نافرمانی کی اس نے (گویا جنت میں جانے سے) انکار کیا''۔

۴) بحیثیتِ مفسّرِ قرآن

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیاتِ طیّبہ قرآن کی عملی تفسیر ہے۔ قرآن پاک میں جو احکام آئے آپؐ نے ان کو عملاً کر کے دکھایا۔ قرآن حکیم آپؐ پر نازل ہوا تھا اس لئے سب سے اعلیٰ اور صحیح اور مستند فہم القرآن آپؐ ہی کا ہے۔ حدیث و سیرت اپنی اصل حیثیت میں قرآن کے اجمال کی تفصیل اور اس کے اشکال کی تفسیر ہے۔ قرآن مجید کو سمجھنے کے لئے آپ ﷺ کی تشریحات کا سہارا ناگزیر ہے۔ قرآن مجید پہنچانے کے ساتھ ساتھ آپؐ کی ذمہ داری یہ بھی تھی کہ آپؐ اپنے قول اور فعل سے کتابِ الٰہی کی تشریح کریں' اور اس کی ایک ایک آیت کا صحیح منشا سمجھائیں۔ آپ ﷺ کی اس ذمہ داری کو خود قرآن مجید میں بیان کیا گیا ہے:

﴿وَاَنْزَلْنَا اِلَیْکَ الذِّکْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْھِمْ ......﴾ (النحل: ٤٤)

''اور ہم نے آپؐ کی طرف قرآن نازل کیا ہے تا کہ آپؐ لوگوں کے سامنے اس چیز کی وضاحت فرمائیں جو اُن کی طرف نازل کی گئی ہے''۔

سورۂ آل عمران میں اسی بات کو زیادہ صراحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے:

﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِھِمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ ج﴾ (آل عمران: ١٦٤)

''یقیناً اللہ تعالیٰ نے مؤمنوں پر احسان کیا جب اس نے ان ہی میں سے ایک رسول بھیجا جو اُن پر اللہ کی آیات تلاوت کرتا ہے' ان کا تزکیہ کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے۔''

قرآن حکیم کی یہ آیت بتاتی ہے کہ رسول پاک ﷺ کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ کی آیات کو دوسروں تک پہنچانے کے ساتھ ساتھ یہ بھی ہے کہ آپؐ ان آیات کی تعلیم بھی دیں' اور تعلیم محض الفاظ سنا دینے کا نام نہیں ہے بلکہ تعلیم کا عمل مشکل مطالب کی وضاحت اور مجمل ومبہم باتوں کی تفصیل اور تشریح کے بغیر مکمل نہیں ہوتا۔ تعلیم کبھی زبان سے ہوتی ہے اور کبھی عمل سے' اور کبھی زبان وعمل دونوں سے ہوتی ہے۔ اور یہی وہ تعلیم کتاب وحکمت ہے جو احادیث کے نام سے مشہور ہے۔ احادیث کی جتنی ضرورت رسول پاک ﷺ کی زندگی میں تھی اتنی ہی آج بھی ہے اور آئندہ بھی رہے گی۔

سیرت نبوی کے بغیر کلام ربانی کی تفہیم اور اس پر عمل ممکن نہیں۔ مثلاً نماز کے متعلق آنحضور ﷺ نے فرمایا:

((صَلُّوْا کَمَا رَاَیْتُمُوْنِیْ اُصَلِّیْ)) (بخاری)

''تم اس طرح نماز پڑھو جس طرح مجھے نماز پڑھتے دیکھتے ہو''۔

ا) لہٰذا نماز کی ادائیگی کے لئے جس قدر تفصیلات درکار ہیں وہ سب کی سب احادیث نبوی میں ملتی ہیں۔

ب) صوم' زکوٰۃ اور حج کے احکام وضروری مسائل کی تمام تر تفصیلات وتشریحات احادیث مبارکہ سے ملتی ہیں۔

ج) اشیاء کی حلت وحرمت' تعزیرات' سود' طہارت وپاکیزگی اور دیگر احکامات کی تشریح وتفصیل کا پتہ احادیث سے ملتا ہے۔

امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں:

''اگر حدیث میسر نہ ہوتی تو ہم میں سے کوئی بھی قرآن کو نہ سمجھ سکتا''۔

۵) شارع اور قانون ساز

حضور نبی اکرم ﷺ کی شخصیت کا اہم ترین پہلو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو

شارع قرار دیا ہے۔قرآن مجید میں نہایت واضح الفاظ میں آپؐ کوتشریعی اختیارات عطا کئے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں اہل اسلام کوحکم دیا ہے کہ پاک اور حلال چیزیں کھاؤ اور ناپاک اور حرام چیزیں نہ کھاؤ۔ چند چیزوں کی بابت یہ بتایا گیا کہ یہ حرام ہیں اور مزید تشریع (قانون سازی) یہ کہہ کر رسول اللہ ﷺ پر چھوڑ دی گئی:

﴿وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ ......﴾ (الاعراف:۱۵۷)

''اور رسولؐ ان کے لئے پاکیزہ چیزیں حلال اور ناپاک چیزیں حرام ٹھہراتا ہے''۔

چنانچہ آنحضور ﷺ نے وضاحت فرمائی کہ مزید کون سی چیزیں حرام ہیں۔

اسی طرح قرآن حکیم میں یہ تفصیل بتاتے ہوئے کہ فلاں فلاں رشتہ کی عورتوں سے نکاح حرام ہے' فرمایا گیا: ﴿وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ﴾ یعنی دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنا بھی حرام ہے۔اس کے بعد کہہ دیا گیا:

﴿وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ......﴾ (النساء:۲۴)

''اور حلال ہیں تمہارے لئے جو اِن کے سوا ہیں''۔

مگر رسول اللہ ﷺ نے وضاحت فرمائی کہ جس طرح دو بہنوں کو نکاح میں جمع نہیں کیا جا سکتا اسی طرح پھوپھی اور بھتیجی یا خالہ اور بھانجی کو بھی بیک وقت نکاح میں نہیں رکھا جا سکتا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ......﴾ (الاعراف:۱۵۷)

''آپ انہیں نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے منع کرتے ہیں''۔

۶) قاضی ومنصف

رسول اللہ ﷺ کی سیرت کا مطالعہ اس لئے بھی ضروری ہے کہ آپؐ کو مسلمانوں نے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے قاضی ومنصف بنایا ہے۔کوئی مسلمان آپؐ کے صادر کردہ فیصلوں سے سرتابی نہیں کرسکتا' بلکہ ایسا کرنا کفر ہے' اور ویسے بھی میدان قضا میں آپؐ کی رہبری کے بغیر کتاب الاقضیہ مکمل نہیں ہوتی۔فرقان مجید کی درج ذیل آیات اس کا مُنہ بولتا ثبوت ہیں:

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ......﴾ (النساء:۶۵)

ومربّی ہونا بھی خاص اہمیت رکھتا ہے۔ آپؐ پوری انسانیت کے لئے ایک عظیم اور مثالی معلّم ومربّی بن کر تشریف لائے۔ ایک معلّم کے لئے سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ رسول کریم ﷺ خود بھی معلّم تھے۔ آپؐ نے فرمایا:

((اِنَّما بُعِثْتُ مُعَلِّمًا)) (سنن ابن ماجه والدارمی)

''مجھے معلّم بنا کر بھیجا گیا ہے''۔

پھر فرمایا:

((اِنَّما بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ حُسْنَ الْاَخْلَاقِ)) (موطا امام مالك)

''مجھے اخلاقِ حسنہ کی تکمیل کے لئے مبعوث کیا گیا ہے''۔

آپ ﷺ کی سیرت کا مطالعہ اس لئے بھی ضروری ہے کہ آپؐ نے اپنی دعوت اور جدوجہد کا کس صبر وتحمل سے آغاز کیا' کیونکر تہذیب وتمدن اور علم واخلاق کو پھیلایا' کیونکر ملکوں اور قوموں کو ایک بنایا' کیونکر امیری وغریبی کے امتیازات کو مٹایا اور طاغوت کا سر جھکایا تو صراطِ مستقیم انسانیت نے پایا۔

۹) عظیم انقلابی رہنما

رسول مکرم ﷺ کے آنے سے پہلے انسانیت سسکیاں لے رہی تھی' آدمیت دم توڑ رہی تھی' شرافت ونجابت پر جور وستم کے پردے چھا گئے تھے۔ طاغوتی طاقتیں انسانی اقدار کو پامال کر رہی تھیں۔ ابلیس آدمیت کا تمسخر اڑا رہا تھا۔ نیکی نفس کی طغیانیوں میں گھری تھر تھر کانپ رہی تھی۔ اس ناگفتہ بہ حالت میں رحمتِ حق جوش میں آئی۔ اور ۱۲/ربیع الاوّل کو سرزمین مکّہ سے وہ عظیم انقلابی رہنما متولّد ہوا کہ جس کی ولادت کے ساتھ ہی کفر وشرک کے محلّات دھڑام سے زمین پر آ گرے۔ فتنہ وفساد کی آگ یک لخت بجھ گئی اور دربارِ نبوت میں عدی طائی' ابوسفیان اموی' صہیب رومی' سلمان فارسی' ابوذر غفاری اور بلال حبشی پہلو بہ پہلو بیٹھے نظر آنے لگے۔

تاریخ انسانی کا یہ ایک ایسا انقلاب ہے جس کی نظیر نہ ماضی میں تلاش کی جا سکتی ہے اور نہ آئندہ کبھی دنیا پیش کر سکے گی۔ سر ولیم میور لکھتا ہے:

''پس قسم ہے آپؐ کے ربّ کی! وہ اُس وقت تک مؤمن نہ ہوں گے جب تک آپ کو منصف نہ بنائیں اس جھگڑے میں جو اُن کے درمیان اٹھے''۔

﴿فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ......﴾ (النساء:۵۹)

''پھر اگر کسی معاملہ میں تنازعہ ہو جائے تو اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹا دو''۔

۷) بطورِ فرماں روا

قرآن مجید کی متعدد آیات بتاتی ہیں کہ نبی ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ حاکم ہیں۔ یہ منصب آپؐ کو بحیثیت رسول حاصل ہوا ہے۔ بطورِ حاکم آپ کی اطاعت عینِ اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔ ایک طویل حدیث میں آپ ﷺ نے اپنے آپؐ کو اُس شخص سے تشبیہ دی ہے جو دشمن کو اپنی آنکھوں سے دیکھ کر اپنی قوم کو ہوشیار کرتا ہو کہ یہاں سے چلو ورنہ دشمن حملہ آور ہونے والا ہے' تو جو چل پڑے وہ نجات پا گئے اور جو رہ گئے وہ مارے گئے۔ خلاصہ یہی ہے کہ آپ ﷺ کی فرماں برداری میں نجات اور نافرمانی میں ہلاکت ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ج﴾ (النساء:۸۰)

''جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی''۔

پھر فرمایا:

﴿یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْا اَعْمَالَکُمْ۞﴾ (محمد:۳۳)

''اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال برباد نہ کرو''۔

اُسوۂ حسنہ کی پیروی اور ان تمام آیات کے منشاء پر عمل صرف اسی وقت کیا جا سکتا ہے جب آپؐ کے اعمال و افعال اور سیرتِ طیبہ ہمارے سامنے موجود ہو۔

۸) بحیثیت معلّم و مربّی

آنحضور ﷺ کی سیرتِ پاک کے دوسرے تمام پہلوؤں کی طرح آپؐ کا معلّم

"The success that attended the mission of the Prophet of Islam has no parallel in history."

۱۰) معیارِ کاملیّت

کسی بھی انسانی سیرت کے دائمی نمونہ عمل بننے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اس کے صحیفۂ حیات کے تمام حصے ہماری نگاہوں کے سامنے ہوں' کوئی واقعہ پردۂ راز اور ناواقفیت کی تاریکی میں گم نہ ہو۔ اگر یہ دعویٰ کر دیا جائے تو حضور نبی اکرم ﷺ کی ذاتِ مبارکہ کاملیت کے اس معیار پر پوری اترتی ہے۔ مانک جی ڈھلہ ''تاریخ زرتشت'' میں لکھتے ہیں:

"We know something of Budhh and Jesus but we know practically nothing of Zarastav, We know every thing of the life of Muhammad."

۱۱) جامعیّت

جامعیت سے مقصود یہ ہے کہ مختلف طبقات انسانی کو اپنی ہدایت اور روشنی کے لئے جن نمونوں کی ضرورت ہے وہ سب اس آئیڈیل زندگی کے اندر موجود ہوں اور یہ مقصد صرف خاتم الانبیاء ﷺ کی سیرت سے پورا ہوتا ہے۔ سیّد سلیمان ندویؒ کے بقول ''آپؐ کی ذاتِ مبارکہ میں تمام انبیاء کے اوصاف سمٹ کر آ گئے تھے''۔ ارشاد نبوی ہے:

((كَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ اِلٰى قَوْمِهٖ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ اِلَى النَّاسِ كَافَّةً))

''ہر نبی ایک خاص قوم کی طرف مبعوث کیا گیا جب کہ میں تمام انسانوں کے لئے نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں''۔

۱۲) عملیت

''آئیڈیل لائف'' کا سب سے آخری معیار عملیت ہے۔ عملیت سے مقصود یہ ہے کہ شارع دین اور بانیٔ دین و مذہب جس تعلیم کو پیش کر رہا ہو خود اس کا ذاتی عمل اس کی مثال اور نمونہ ہو اور خود اس کے عمل نے اس کی تعلیم کو قابل عمل ثابت کیا ہو۔ انسانی

سیرت کے بہتر ہونے کی دلیل اور کامل ہونے کی سند یہی ہے اور یہ آپ ﷺ میں بدرجہ اتم موجود تھی۔ ارشادِ محبوب خداوندی ہے:

((عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَآءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ)) (سنن ابن ماجه)

''تم پر میرے طریق کار اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کے طریقے کو اختیار کرنا لازم ہے''۔

اور فرمایا:

((صَلُّوْا كَمَا رَاَيْتُمُوْنِيْ اُصَلِّيْ)) (بخاری)

''نماز اس طرح پڑھو جیسے مجھے پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو''۔

۱۳) اتحادِ اسلامی کی ضمانت

اگر ہر شخص باری تعالیٰ کے احکام پر اپنی سمجھ اور عقل کے مطابق کام کرنا شروع کر دے تو اُمّت کا اتحاد پارہ پارہ ہو جائے اور قوم شدید انتشار کا شکار ہو جائے' مثلاً اگر صرف قرآن مجید کی رو سے نماز جمعہ کا فیصلہ کرنا ہو کہ جمعہ فرض ہے یا واجب' سنّت ہے یا مستحب' اس کی کتنی رکعتیں پڑھی جائیں وغیرہ۔ سنّت رسول اللہ ﷺ کے بغیر صرف ایک معاملہ میں ہر شخص کی سوچ کا انداز اور طریق الگ ہوگا۔ اور یہ مختلف سوچ اور طریق کا انداز اتحادِ اُمت میں رخنہ پیدا کر سکتا ہے۔

۱۴) وحی غیر متلوّ

قرآن حکیم وحی متلو ہے' یعنی ایسی وحی جس کی تلاوت کی جاتی ہے' جبکہ ارشادِ نبویؐ وحی غیر متلو ہے' یعنی ایسی وحی جس کی تلاوت نہیں کی جاتی۔ آپ ﷺ نے جو کچھ فرمایا وہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی والہام کے تحت ہی تھا۔ ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۞ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۞﴾ (النجم: ٣'٤)

''نبی اپنی خواہش نفس سے کچھ نہیں کہتا' بلکہ وہ تو ایک وحی ہے جو اس پر کی جاتی ہے''۔

تاریخی حیثیت

تاریخ اسلام بلکہ تاریخ انسانیت کے اہم ترین دَور یعنی رسالت مآب ﷺ کے

دورِ مسعود میں ہونے والے واقعات کا علم ہمیں حدیث سے حاصل ہوتا ہے۔ سیرت و مغازی اور اس دَور کی تاریخ کی کتابیں احادیث کے مطالعہ سے ہی مرتب ہوئی ہیں۔ اگر ہم حدیث کو چھوڑ دیں تو اس اہم ترین عہد کے بارے میں تاریکی میں پڑ جائیں گے۔ پھر اس دور کے کئی واقعات کی طرف قرآن حکیم میں بھی اشارے ملتے ہیں۔ اگر سیرتِ طیبہ کا مطالعہ نہ ہو تو یہ تاریخی تلمیحات ہمارے لئے معمہ بن جائیں گی۔

اصلاحِ معاشرہ اتّباعِ اخلاقِ محمدیؐ کے بغیر ناممکن ہے

انسانی معاشرت' اسلامی ریاست اور اسلامی معیشت کی بنیاد ہی اخلاق و ایمان پر ہے۔ پورے دین کی غرض و غایت اس کے علاوہ اور کیا ہو سکتی ہے کہ بنی نوع انسان کے اخلاق پاکیزہ ہو جائیں۔ اگر انسان کے اخلاق درست ہو جائیں تو پھر صحت مند معاشرہ کے قیام میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔ بنی نوعِ انسان کے اخلاق و عادات پاکیزہ کرنے کے لئے سیرتِ محمدیؐ کا مطالعہ ناگزیر ہے۔ پاکیزہ اخلاق اور عمدہ کردار کی تشکیل میں سیرتِ محمدیؐ جزو لاینفک ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں:

كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْاٰنُ

سیرتِ طیبہ اور خلفائے راشدین کا طرزِ عمل

خلیفۂ اوّل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا طرزِ عمل یہ تھا کہ آپؓ کے سامنے جب کوئی معاملہ پیش ہوتا تو آپؓ پہلے کتاب اللہ میں اس کا حکم تلاش کرتے' اگر وہاں نہ ملتا تو سنّت رسولؐ میں اس کی نظیر تلاش کرتے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا طرزِ عمل بھی احادیث کے بارے میں وہی تھا جو حضرت ابوبکرؓ کا تھا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی رائے تھی کہ جس عورت کا شوہر فوت ہو جائے تو وہ جہاں چاہے عدت گزار سکتی ہے' لیکن ابوسعید خدریؓ کی بہن فریعہ بنت مالک نے اپنا واقعہ پیش کیا کہ میرا شوہر قتل ہو گیا تھا' میں نے آنحضور ﷺ سے دریافت کیا تو آپؐ

نے شوہر کے مکان پر عدّت گزارنے کا حکم دیا۔ حضرت عثمانؓ نے اس روایت کے مطابق فیصلہ کیا۔

اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس چند مرتد لائے گئے تو آپؓ نے ان کو جلانے کا حکم دیا۔ حضرت ابن عباسؓ نے حدیث پیش کی کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

''کسی کو آگ کا عذاب نہ دو''۔

حضرت علیؓ نے سن کر فرمایا: ''ابنِ عباس سچ کہتے ہیں''۔

ائمہ اربعہ اور سیرتِ طیّبہ

امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں:

''میرے قول کو حدیثِ نبوی اور قولِ صحابہ کی موجودگی میں ترک کردو''۔

امام شافعیؒ فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو دین کے معاملہ میں آپ ﷺ کا محتاج بنایا ہے۔''

امام مالکؒ فرماتے ہیں:

''میں ایک انسان ہی ہوں، غلط اور صحیح دونوں قسم کے فتوے دے سکتا ہوں۔ میری رائے میں غور کرو، اگر کتاب وسنّت کے مطابق ہو تو اسے قبول کرو ورنہ ردّ کردو''۔

امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں:

''جس نے رسولِ پاک ﷺ کی حدیث کو ردّ کیا وہ ہلاکت وتباہی کے کنارے پر پہنچ گیا''۔

صاحب سیرتِ طیّبہ غیر مسلم مفکّرین کی نظر میں

۱) ڈاکٹر ڈی رائٹ: ''محمد (ﷺ) اپنی ذات اور قوم کے لئے نہیں بلکہ دنیائے ارضی کے لئے ابرِ رحمت تھے۔ تاریخ میں کسی ایسے شخص کی مثال موجود نہیں جس نے احکامِ خداوندی کو اس مستحسن طریقہ سے انجام دیا ہو''۔

۲) سر ولیم میور: ''اہلِ تصنیف محمد (ﷺ) کے بارے میں ان کے چال چلن کی

عصمت اوران کے اطوار کی پاکیزگی پر جو اہلِ مکّہ میں کمیاب تھی' متفق ہیں''۔

۳) پنڈت امرناتھ زتشی دیال: ''سیرتِ نبوی کو بنظرِ غور دیکھنے سے یہ بات بآسانی ذہن نشین ہو جاتی ہے کہ پیدائش سے لے کر وفات تک ہر حال میں آنحضرت (ﷺ) کو تائیدِ غیبی حاصل رہی ہے جو کہ لازمۂ نبوت ہے''۔

۴) سردار جوند سنگھ: ''دنیا میں آنحضرت رسول عربی پاکیزہ زندگی کی بے نظیر مثال ہیں''۔

۵) ڈاکٹر کلارک: ''حضرت محمد (ﷺ) کی تعلیمات کو ہی یہ خوبی ملی ہے کہ اس میں وہ تمام اچھی باتیں موجود ہیں جو دیگر مذاہب میں نہیں پائی جاتیں''۔

٦) میو جان: ''انسان جس قدر زیادہ محمد (ﷺ) کی سیرت پاک سے مطلع ہو گا وہ آپ کے ساتھ گزشتہ اور موجودہ انسانوں کی عقیدت مندی کے اسباب کو بھی پورے طور پر محسوس کرے گا' لوگوں کی آپ (ﷺ) کے ساتھ وجہ الفت و محبت جان جائے گا اور آپ کی عظمت اور قدر و منزلت سے بھی واقف ہو جائے گا''۔

۷) ڈاکٹر ای اے فریمن: ''اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت محمد (ﷺ) بڑے پکے اور سچے راست باز ریفارمر تھے''۔

خلاصۂ کلام

آخر میں یہ بات قابلِ توجّہ ہے کہ آج کا انسان مسلمان ہو یا غیر مسلمان' ایک طرف تو متضاد و متعارض انتہا پسندانہ سیاسی اور معاشی افکار مثلاً سرمایہ داریت اور اشتراکیت' قومیت اور جمہوریت وغیرہ کے درمیان ذہنی خلفشار کا شکار ہو رہا ہے' دوسری طرف مشینی اور صنعتی آسائشوں نے اسے مادی لذت کا پرستار بنا دیا ہے' تیسری طرف بڑی طاقتوں کے تباہ کن اسلحہ اور اپنی اپنی طاقت کے نشے نے پوری دنیا کو تباہی کے دہانے پر کھڑا کر رکھا ہے اور ان سب چیزوں نے مل کر آج کے انسان کو ذہنی سکون اور قلبی اطمینان سے محروم کر رکھا ہے۔ آنحضور ﷺ کی تعلیمات اور آپؐ کی عملی سیرت کے مطالعے میں ان تمام عوارض کا علاج اور انسان کے انفرادی اور اجتماعی مسائل کا حل موجود ہے۔ آج دنیا جس امن و امان اور نجات و سلامتی کے حصول کے

لئے مضطرب ہے وہ اسلام میں قرآن کے پیغام اور صاحب قرآن کے عملی نمونہ کی صورت میں موجود ہے۔

اب مسلمانوں کو نہ صرف خود اپنے نبی کی سیرت کو سمجھنے اور اس کے مطابق عمل کرنے کی ضرورت ہے بلکہ ان کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ آنحضور ﷺ کی تعلیمات اور ان کے عملی نمونے یعنی سیرت النبیؐ کو دنیا کے سامنے پیش کریں۔ آنحضور ﷺ کے پیغام اور عملی کام سے متعارف ہونے کی اور دنیا کو اس سے متعارف کرنے کی ضرورت ہے۔ اب یہ مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے تمام وسائل کے ساتھ اور جدید ترین عملی و تحقیقی اسلوب میں دنیا کو سیرتِ طیّبہ سے روشناس کرائیں۔ اسلام کے ابتدائی دَور میں لوگ اسلام کی حقانیت پر دو وجہ سے ایمان لائے تھے' قرآن سن کر یا نبی ﷺ کی سیرت دیکھ کر۔ آج بھی صحیح اور حقیقی اسلام کو سمجھنے اور دنیا کو اسلام کا اصل روپ دکھانے کے لئے ان ہی دو چیزوں کی ضرورت ہے۔

مراجع و مصادر

۱) القرآن الحکیم
۲) تاریخ اسلام' از شاہ معین الدین ندوی
۳) الرحیق المختوم' از صفی الرحمٰن مبارک پوری
۴) رحمۃ للعالمین ﷺ' از قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری
۵) سیرت النبی ﷺ' از سید سلیمان ندوی
۶) سیرتِ طیّبہ' کوڈ نمبر ۴۳۶' علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد
۷) کمال نطق' از علامہ منظور احمد جعفری
۸) نقوش رسول نمبر' جلد چہارم
۹) ماہنامہ ''افکار معلّم''' نومبر ۱۹۹۴ء (مضمون: سیرت رسول ﷺ اور ہم' از سید حامد علی)

قرآن حکیم کی مقدس آیات اور احادیث آپ کی دینی معلومات میں اضافے اور تبلیغ کے لئے شائع کی جاتی ہیں۔ ان کا احترام آپ پر فرض ہے لہٰذا جن صفحات پر یہ آیات درج ہیں ان کو صحیح اسلامی طریقے کے مطابق بے حرمتی سے محفوظ رکھیں۔